الوہیتِ مسیح

یسوع مسیح خُداوند ہے

یسوع مسیح کو "خُداوند" کیوں کہا جاتا ہے؟ جیسا کہ پہلے بیان ہوچُکا ہے کہ میں ایک عرصے تک یہ نہ کہہ سکا کہ "یسوع خُداوند ہے۔" میں یہ بھی نہ کہہ سکتا تھا کہ "یسوع مسیح خُداوند" کیونکہ بچپن سے یہی سیکھا تھا اورمیں دوسروں کو بھی یہی سکھاتا رہا کہ لا إلہ إلا الله (کوئی معبود نہیں سِوائے الله کے)۔

شاید یسوع کو "خُداوند" اِس لئے کہا گیا کہ وہ بغیر انسانی باپ کے پیدا ہوئے تھے؟ نہیں! حضرت آدم بھی تو بغیر باپ، حتّٰی کہ بغیر ماں کے پیدا ہوئے لیکن اُنہیں تو کبھی خُداوند نہیں کہا گیا۔ یا کیا پھر اِس وجہ سے کہا گیا کہ حضرت مسیح نے بہت سے معجزات کئے؟ نہیں! یہ بھی جواب نہیں ہو سکتا ہے۔ موسیٰ نبی نے بھی تو کئی معجزات کئے تھے لیکن اُنہیں کبھی بھی خُداوند نہیں کہا گیا۔ تو کیا پھر اِس وجہ سے کہا گیا کہ یسوع مسیح کوڑھیوں کوشفا دے سکتے اورمردوں کو زندہ کر سکتے تھے؟ یہ بھی معقول جواب نہ ہوا کیونکہ الیشع نبی نے بھی کوڑھی اچھے کئے اور ایک مردے کوزندہ کیا تھا لیکن اُسے بھی کبھی خُداوند نہیں کہا گیا۔ تو کیا پھر یسوع مسیح اِس لئے خُداوند ہے کہ وہ آسمان پر زندہ اُٹھا لیا گیا تھا؟ نہیں کیونکہ ایلیاہ کا بھی تویہی تجربہ تھا مگر پھر بھی وہ کبھی خُداوند نہیں کہلایا۔ تو پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ یسوع مسیح خُداوندہے؟

یوحنا کی انجیل کے پہلے باب کی پہلی اور چودھویں آیت کے مطابق یسوع خُداوند ہے کیونکہ خُدا کا کلام مجسم ہوا۔ اِسی وجہ سے بائبل مقدّس میں یوحنا کے پہلے خط کے پہلے باب کی پہلی آیت میں یسوع کو "زندگی کا کلام" کہا گیا ہے۔ اورکئی دیگر آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ خُدا نے مسیح میں اِنسانی بدن اختیار کیا۔

لفظ "تجسم" (خُدا کا اِنسانی شکل میں ظاہر ہونا) اور خُدا سے متعلق اِسی قِسم کے دُوسرے الفاظ کے رُوحانی مطلب اوراُن کی تشریح کو عام انسانی معنوں میں ہرگز نہیں پرکھنا چاہئے۔ مثلاً، خُدا وجود رکھتا ہے -- اِنسان بھی وجود رکھتا ہے۔ جب وجود کا لفظ خُدا کےلئے استعمال ہوتا ہے تویہ اُس "وجود" سے جو ہر بنی نوع اِنسان رکھتا ہے بہت ہی الگ معنٰی رکھتا ہے۔ خُدا اپنی ذات میں خود وجود رکھتا ہے یعنی وہ ذات واجب الوجود ہے۔اُس کا وجود ازل سے ہے جبکہ اِنسان کا وجود خُدا کے ہاتھوں تخلیق کیا گیا ہے۔

اِسلئے خُدا کےلئے "تجسم" کے لفظ کا عام انسانی مطلب نکال لینا ہرگز جائز نہیں۔ ڈکشنری کے مطابق اگر بلی ایک ہاتھی کا جسم اختیار کرلے توبلی غائب ہو جائے گی اورایک ہاتھی ظاہر ہو جائے گا۔ اگر پتھر سونے کی صورت اختیار کرلے توپتھر کا اپنا وجود ختم ہو جائے گا اور صِرف سونا ہی رہ جائے گا۔ مگر خُدا کے کلام کا اِنسانی بدن اختیار کرنا ایک الگ ہی مطلب کا حامل ہے۔ تجسم جو خُدا سے متعلق ہے،اُس کا مطلب یہ نہیں کہ خُدا کے وجود میں کوئی فرق آ گیا ہے کیونکہ خُدا ملاکی نبی کی معرفت اپنی بابت فرماتا ہے "میں خُداوند لا تبدیل ہوں "(ملاکی6:3)۔

خُدا نے اِنسانی جسم اختیار کیا۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ خُدا کی اپنی ذات معدوم (نیست) ہو گئی اور صِرف اِنسان موجود رہا۔ ایسا خیال سراسر غلط ہے۔ خُدا کی ذات و فطرت میں ہرگز تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ خُدا کا اِنسانی جسم اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خُدا کی اپنی اِلٰہی ذات بھی قائم رہی اور اُس میں کامل اِنسان بھی قائم رہا۔ سو لفظ "تجسم" منطق سے متجاوز ایک عمل اور حقیقت کےلئے بطور تشبیہ استعمال ہوا ہے، تاہم اِس کے معنٰی ویسے نہیں ہیں جیسے اِنسانی زبان میں ہیں۔

خُدا کا اِنسانی صُورت اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خُدا نے کامل طور پر اپنی ذات کو اِنسان یعنی یسوع مسیح کی بے نظیر شخصیت میں ظاہر کیا جو کہ خُدا کی پاک الٰہی مرضی، قدرت اور محبت کا واضح اظہار ہے۔ یوں ہم مسیح کے مندرجہ ذیل بیانات کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں:

---"باپ مجھ میں ہے اور میں باپ میں" (یوحنا 10:38ب)

"میں اور باپ ایک ہیں" (یوحنا 10:30)

"جِس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا" (یوحنا 14:9)

اِس ضمن میں پولُس رسُول کا بیان یوں ہے: "کیونکہ اُلوہیّت کی ساری معموری اُسی میں مُجسم ہو کر سکونت کرتی ہے"(کلسیوں 2:9)۔

ایک اَور آیت جو بتاتی ہے کہ یسوع واقعی خُدا ہے متی 28:18 ہے جہاں یسوع نے کہا کہ "آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے۔" یعنی یسوع مسیح قادر مطلق ہے ہر شے اُس کے اختیار میں ہے۔

پولُس رسُول اِسی بیان کی پھر یوں تصدیق کرتا ہے: "(مسیح) ساری حُکومت اور اِختیار کا سَر ہے" (کلسیوں 2:10)۔

قرآن میں ہم پڑھتے ہیں کہ خُدا ہی خُداوند ہے، "اللہ رب العالمین" (خُدا ہی خُداوندِ عالم ہے).

اِنجیل مقدّس میں ہم پڑھتے ہیں کہ خُدا نے یسوع کو خُداوند بھی کیا اور مسیح بھی(اعمال 2:36)۔

ہم، لفظ خُدا اور خُداوند کے فرق میں تمیز کر سکتے ہیں۔ خُدا کے لئے یونانی زبان میں لفظ "تھیوس (Theos) "اور عربی زبان میں لفظ "اللہ" استعمال ہوتا ہے،لیکن خُداوند کے لئے یونانی زبان میں "کیریوس (Kyrios) "اور عربی زبان میں لفظ "ربّ" استعمال ہوتا ہے۔ لفظ "ربّ" ہمیشہ ہر طرح کی قانون سازی اور اُسے نافذ کرنے کے اختیار کا اظہار کرتا ہے۔ خُدا کی قدرت اور اختیار یسوع مسیح کے وسیلے سے کئی طرح سے ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً:

(1)تخلیق میں، (2)شریعت کے دینے اور احکام میں، (3)مدد اور مہیا کرنے کے ساتھ راہنمائی میں، (4)معاف کرنے اور بچانے میں، (5)اپنی روح سے نیا بنانے میں، (6)عدالت میں، (7)جلال میں۔

خُدا کا حکم دینے، راہنمائی کرنے اور بچانے کا اختیار یسوع کی شخصیت میں پایا جاتا ہے۔ اِسی وجہ سے یسوع مسیح کو " خُدا کا زندہ کلام" اور "ہمارا واحد نجات دہندہ" کہہ کر پُکارا جاتا ہے۔ "خُدا کا زندہ کلام" ہوتے ہوئے یسوع نے خُدا کی اُلوہیّت کا اظہار منادی کرنے اور گناہوں کی معافی دینے سے کیا۔ اِسی لئے خُدا نے یسوع کو خداوند بھی کیا اور مسیح بھی(اعمال 2:36; کلسیوں 2:10)۔ صرف اُسی کے پاس نجات دینے کا مکمل اختیار ہے۔ وہ زندہ کلام ہم سب کا نجات دہندہ ہے اور اُس کے الفاظ ہمیں اُس کے دعویٰ کی یاد دلاتے ہیں: "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں "(یوحنا 14:6)۔

یہ یاد رہے کہ یسوع کو خُداوند کہنے میں مجھے جو رکاوٹ پیش آرہی تھی، وہ اِسلامی شہادت تھی جو مجھے سکھائی گئی تھی اور میں نے دوسروں کو بھی سکھائی تھی یعنی "لا الہ الا اللہ" (کوئی معبود نہیں سِوائے اللہ کے)۔

اُس وقت تک مجھے سمجھ آ گئی تھی کہ یہ اسلامی عقیدہ بائبل مقدّس کی تعلیم کے برعکس نہیں ہے۔ توریت میں لکھا ہے: "میرے حضور تُو غیر معبودوں کو نہ ماننا" (خروج 3:20)۔ پھر میں نے دیکھا کہ یسوع مسیح کی خُداوندیت اور اِلٰہی شخصیت کو محمد عربی نے بھی رُوح اللہ اور کلمتہ اللہ کے طور پر بیان کر کے تسلیم کیا ہوا ہے۔

"عِیسیَ فَاِنَّہٗ رُوح اللّٰہِ وَ کَلِمَتُہٗ" بے شک عیسیٰ اللہ کی روح اور اُس کا کلمہ ہیں۔